قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(متفرقات)

امید اور خوف

کی

حقیقت

فرقان الدین احمد

بسم الله الرحمان الرحیم

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقّاً وَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَه اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّ ارْزُقْنَا اجْتِنَابَه

امید اور خوف کی حقیقت

(۱)

- ✓ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ **[سورۃ الحجر ؛ ۴۹۔۵۰]** (اے پیغمبر) میرے بندوں کو بتادو کہ میں **بڑا بخشنے والا (اور) مہربان** ہوں۔ اور یہ کہ **میرا عذاب بھی درد دینے والا عذاب** ہے

ایک مسلمان اپنی بلوغت سے لے کر اپنے ابدی گھر یعنی جنت میں داخلہ تک مسلسل ایک امتحانی کیفیت میں مبتلا ہے؛ اور کسی بھی امتحانی کیفیت میں دو احساسات کی حیثیت لازم و ملزوم کی سی ہے۔ **امید** اور **خوف**۔ یعنی امتحان میں کامیابی کی امید بھی اور اس میں ناکامی کا خوف بھی۔ خوف ہی وہ بنیادی محرک ہے جو انسان کو کسی بھی امتحان کی معرفت ؛ اس کی اہمیت ؛ اس میں کامیابی کے لوازمات کے علم کے حصول اور پھر اس علم پر عمل کو آسان بناتا ہے اور امید جیسے محرک کے باعث ہی وہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کے باوجود اپنے مطلوبہ نتائج کے حصول کی تگ و دو پر آمادہ رہتا ہے۔

ان دونوں احساسات میں افراط و تفریط در حقیقت کسی بھی امتحان کی معرفت یا ممتحن (امتحان لینے والا) سے جہالت کی سبب سے ہوتا ہے ؛ یعنی خوف میں افراط و تفریط، اس امتحان میں ناکامی کے یقینی نتائج کی صورت میں ہولناک ؛ سنگین اور عبرتناک زندگی کی معرفت سے جہالت کے سبب ہے اور امید میں افراط و تفریط، ممتحن کی صفات کی معرفت سے جہالت کے سبب ہے۔ خوف میں افراط، انسان کے لیے اس امتحان کو ایک ناممکن فعل بنا دیتا ہے جبکہ خوف میں تفریط، انسان کے لیے اس امتحان کی اہمیت کو ہی ختم کر دیتا ہے ؛ اور بعینہ امید میں افراط، انسان کو اس امتحان میں اپنی یقینی کامیابی کے سلسلے میں سہل پسند بنا دیتا ہے جبکہ امید میں تفریط، انسان کو اس امتحان میں اپنی ممکنہ ناکامی کے باعث یاسیت پسند بنا دیتا ہے۔

پیدائش سے لے کر سکرات الموت تک انسان دار الامتحان میں موجود رہے اور زندگی کے اس مرحلہ میں آخرت کے مراحل مخفی ہونے کے باعث ؛ ان دونوں احساسات کی حیثیت اختیاری (یعنی غیر لازمی) ہے ؛ یعنی

انسان شعوری طور قرآن و حدیث میں بیان کردہ علم الیقین کی بنیاد پر ان میں سے کسی ایک کو اپنے وجود پر لازم ٹھہرانے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اختیاری امید کی بنیاد وہ آیات قرآنی اور احادیث ہیں جن میں اللہ سبحان و تعالٰی کی رحمانیت؛ عفو و درگزر اور بے انتہا جود و کرم کا ذکر ہے؛ جبکہ اختیاری خوف کی بنیاد اس لازمی خوف کے علم الیقین پر ہے جس سے وہ سکرات الموت سے لے کر جنت میں دخول تک کے مختلف مراحل میں لازمی طور پر دوچار ہو گا؛ وہی لازمی خوف جس میں انبیاء بھی "نفسی نفسی (یعنی میری جان میری جان)" پکارتے ہوئے مبتلا نظر آئیں گے اور قرآن حکیم میں اسی لازمی خوف کو اختیار کرنا مؤمنین کے بنیادی وصف کے طور پر بیان ہوا ہے۔

- ✓ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۞ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ **[سورۃ المعارج ؛ ۲۷-۲۸]** اور جو اپنے پروردگار کے **عذاب سے خوف** رکھتے ہیں۔ بے شک ان کے پروردگار کا عذاب ہے ہی ایسا کہ اس سے **بے خوف نہ ہوا جائے**۔

آخرت کے تمام مراحل میں اختیاری امید کی حیثیت محض ایک مدہوم خواہش کی سی ہو گی جبکہ قرآن و حدیث کے مطابق یہ لازمی خوف ہی کامل کامیابی کے حصول تک غالب امر ہو گا۔ قرآن اور احادیث کا مجموعہ گواہ ہے کہ آخرت کے ہر مرحلہ کی دہشت؛ ہلاکت خیزی اور ہولناکی اپنے سے پچھلے مرحلہ میں کامیابی کو ممکنہ ناکامی کے ایک نئے لازمی خوف میں تبدیل کر دے گی اور اس لازمی خوف سے نجات محض جنت میں داخلہ پر مربوط ہے۔

تو آئیں مل کر مذاکرہ کرتے ہیں کہ وہ کون کون سے آخرت کے مراحل ہیں جن کے لازمی خوف کی کیفیت سے گزرنا ہمارا مقدر ہے؛ مگر اس مذاکرہ سے استفادہ کے لیے لازم ہے کہ ہم اپنے ظاہری آنکھوں کے بجائے دل کی آنکھوں سے اس مضمون کو پڑھیں اور اس یقین کے ساتھ اس معلومات کی منظر کشی کرنے میں زیادہ سے زیادہ مبالغہ آمیزی کریں کہ ہمارا بہترین سے بہترین مبالغہ بھی ان مراحل کی اصل حقیقت کے سامنے عشر عشیر کے برابر بھی حیثیت نہیں ہے۔

- پہلا مرحلہ؛ **موت**

سکرات الموت کے بعد یہ وہ پہلا مرحلہ ہے جس کے لازمی خوف سے ہر انسان کو گزرنا پڑے گا۔ موت کا

خوف جس کی بنیاد اس سختی کی شدت پر محیط ہے جس میں ہر عضو میں سے روح نکلنے کی تکلیف اس عضو کے کٹنے کے مترادف ہوگی اور اعمال کے مطابق تکلیف دہ ہونے کے ساتھ ساتھ روح کا سست روی سے نکلنا بھی اسی میں شامل ہے (اسی لیے روح نکلنے میں پیروں کے انگوٹھے مقدم ہیں تاکہ انسان کو اس کے اعمال کے مطابق کامل تکلیف محسوس ہو سکے)؛ مزید اس لازمی خوف میں دائیں اور بائیں عذاب کے فرشتوں کا عین الیقین سے مشاہدہ کرنا؛ بداعمالیوں کے سبب آسمان کے دروازوں کا بند ملنا اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات میں کراہت محسوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے ملاقات ناپسندیدہ امر ہونا بھی شامل ہیں۔

الھم انّا نسئلك حسن الخاتمه و رضاك و نعوذ بك من سؤء الخاتمه و فتنه الموت و سخطك

اے اللہ ہم آپ سے **حسن خاتمہ** کا اور **آپ کی رضامندی** کا سوال کرتے ہیں اور **برے خاتمہ**؛ **موت کے فتنہ** اور **آپ کی ناراضگی** سے آپ کی پناہ طلب کرتے ہیں

خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کو آسان موت اور رحمت کے فرشتوں کا دیدار کے ذریعے اس خوف سے امن نصیب ہوگا؛ عرش بریں تک رسائی نصیب ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا طالب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کا شائق ہوگا مگر یقیناً ایسے اصحاب میں شمولیت کے فیصلہ کا تعلق ہماری آج کی دنیاوی زندگی سے ہے۔

- دوسرا مرحلہ؛ **قبر**

یہ لازمی خوف تنگ و تاریک قبر میں مکمل تنہائی کے سامنے پر؛ تمام دنیاوی رشتوں؛ دنیاوی رونقوں؛ نعمتوں اور لذتوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہونے پر؛ قبر کے سکڑنے پر؛ منکر نکیر کی آمد کے خوف پر؛ قبر میں اپنے برے اعمال کی انتہائی قبیح ظاہری حالت میں رفاقت پر اور قبر کے سوالوں میں ناکامی کی صورت میں اپنی قبر کو دوزخ کے گڑھے میں تبدیل ہونے پر مشتمل ہے۔

الھم انّا نعوذ بك من عذاب القبر و رضینا بالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیاً و رسولاً

اے اللہ ہم **قبر کے عذاب** سے آپ کی پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم **اللہ کے رب** ہونے پر؛ **اسلام کے دین** ہونے پر اور حضرت **محمد** ﷺ **کے نبی اور رسول** ہونے پر راضی ہیں

خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کو احادیث کے مطابق کشادہ اور روشن قبر؛ منکر نکیر کے سوال جواب میں قول ثابت کے ذریعے استقامت کی توفیق کے نتیجے میں اپنی قبر کو جنت کے باغ میں تبدیل ہونے اور اپنے

نیک اعمال کی حسین ترین ظاہری حالت میں رفاقت کے ذریعے سے اس خوف سے امن نصیب ہو گا مگر یقیناً ایسے اصحاب کا تعلق اس دنیا میں اس اختیاری خوف کو اپنی زندگی کا جزو بنانے والوں میں ہو گا جس کے باعث **یہ دنیا ان کے لیے ایک قید خانہ کے مترادف** ہو گی۔

- تیسرا مرحلہ؛ **قبروں میں سے اٹھنا**

قبروں میں سے اٹھتے ہی ہم ایک نئے لازمی خوف میں مبتلا ہو جائیں گے جو ایک نئے منظر نامے پر مشتمل ہو گا؛ یہ منظر نامہ؛ چاندی کی تھال کے مانند چٹیل اور سپاٹ زمین کے ہونے پر؛ پہاڑوں کے روئی کے گالوں کی مانند ہونے پر؛ سمندروں میں آگ کے بھڑکے ہوئے ہونے پر؛ آسمان کا کھولتے تیل کی مانند سرخ ہونے پر؛ ستاروں کے بکھرے ہوئے ہونے پر؛ چاند اور سورج کا باہم مسخ ہوئے ہونے پر؛ آسمان پر دروازے کھلے ہوئے ہونے اور ان سے قطار در قطار فرشتوں کی آمد ہونے پر؛ چہار سو لوگوں کے ازدہام اور ان ہی کے تناسب سے میدان حشر کی طرف رہنمائی کرنے والے انتہائی سخت گیر فرشتوں کے ہانکنے اور ڈانٹ ڈپٹ پر؛ لوگوں کے شدید ترین اوسان باختہ اور اضطراب کی کیفیت پر؛ مشتمل ہو گا۔

الھم انّا نسئلك الامن یوم الوعید

اے اللہ ہم آپ سے **وعدہ والے دن** میں امن کا سوال کرتے ہیں

قرآن عظیم کے مطابق خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جنہوں نے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا اور پھر اس دنیاوی زندگی میں اپنے اس قول پر استقامت دکھائی؛ وہی اس دن کی بڑی گھبراہٹ سے محفوظ کر دیے جائیں گے اور رحمت کے فرشتے ان کی تسلی اور دل جوئی کے لیے ان کے ساتھ ساتھ ہوں گے۔

- چوتھا مرحلہ؛ **میدان حشر**

میدان حشر میں اجتماع کے بعد پچھلے مرحلہ کا خوف ایک نئے خوف میں تبدیل ہو جائے گا؛ اس خوف میں؛ سورج کے سوا نیزے پر ہونے کے باعث شدید ترین گرمی کا خوف؛ بد اعمالیوں کے باعث منہ میں پسینے کی لگام لگنے کا خوف؛ شدید ترین پیاس کا خوف؛ اپنی بد اعمالیوں کے باعث مختلف قسم کے وقتی عذابوں کا خوف؛ شدید ترین رش کے باعث انہیں عذابوں کی حالت میں مختصر سی جگہ میں حساب کتاب کے لیے انتہائی طویل انتظار کا خوف؛ پنڈلی عیاں ہونے کے بعد سجدہ میں ناکامی کی ذلت ہونے کا خوف؛ چند خوش نصیبوں کو عرش

کے سائے تلے ضیافت سے لطف اندوز ہوتے دیکھ کر شدید ترین حسرت میں مبتلا ہونے کا خوف؛ اور حوض کوثر سے محرومی کا خوف؛ شامل ہیں۔

خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جو اس دن کی سختی سے محفوظ اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق عرش کے سائے تلے اور سورۃ یٰس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے سلام کے مستحق ہوں گے۔ مگر یقیناً ان افراد کا تعلق محض ہماری امید سے نہیں بلکہ **ان صفات سے ہے جن کا صحیح احادیث میں ذکر موجود ہے۔**

پانچواں مرحلہ؛ **جہنم کی آمد**

میدان حشر میں جب جہنم ستر ہزار زنجیروں میں جکڑی ہوئی لائی جائے گی؛ ہر زنجیر پر ستر ہزار فرشتے مامور ہوں اور جہنم انتہائی غصہ میں جہنمیوں کو پکار رہی ہو گی؛ جہنم میں سے لمبی لمبی گردنیں نکل کر میدان حشر میں سے ابدی جہنمیوں کو اچک رہی ہوں گی اور ہر ایک کی نظریں خوف کے مارے نیچے جھکی ہوئی ہوں گئیں؛ یہی وہ مرحلہ ہے جس کے **متعلق** رسول اللہ ﷺ نے **حضرت عمر** رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ "اے عمر رضی اللہ عنہ جب تم جہنم کو آتا دیکھو گے تو اگر تم نے ستر انبیاء جیسے اعمال بھی کیے ہوں گے تو خوف سے گھٹنوں کے بل گر جاؤ گے"۔

الھم انّا نعوذ بك من عذاب جھنم

اے اللہ ہم **جہنم کے عذاب** سے آپ کی پناہ طلب کرتے ہیں

تو آج اگر ہم اپنے آپ کو اس لازمی خوف سے محفوظ پاتے ہیں اور دنیاوی لذتوں کے حصول کو ہی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں تو اس کو اختیاری امید نہیں محض بے دلیل خواہش پسندی کہتے ہیں۔

چھٹا مرحلہ؛ **کتابوں کا نزول**

بالآخر جب حساب کتاب کے شروع ہونے کا اذن مل جائے گا تو آسمان سے کتابوں کے نزول کے ساتھ ہی ایک نیا خوف دامن گیر ہو جائے گا؛ قلیل علم اور اعمال والا شخص تو کجا کثیر علم اور اعمال والا شخص بھی اپنے نفس پر بصیرت رکھنے کے باعث اپنے علم و اعمال کی کثرت پر مطمئن ہونے کے بجائے اپنی نفس پرستی، نافرمانیوں اور بد اعمالیوں کے باعث اپنی ہلاکت؛ ظاہری نیک اعمال کی قلت؛ اصحاب الشمال (یعنی بائیں ہاتھ والے) میں شمار ہونے؛ لوگوں کے سامنے اپنی ذلت اور رسوائی؛ اور جہنم کے ممکنہ دخول کے لازمی خوف میں مبتلا نظر آئے گا۔

الھم انّا نسئلك ان نكون من الاصحاب اليمين و نعوذ بك ان نكون من الاصحاب الشمال

اے اللہ ہم آپ سے **اصحاب الیمین** میں سے ہونے کا سوال کرتے ہیں اور **اصحاب الشمال** میں سے ہونے سے آپ کی پناہ طلب کرتے ہیں

خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جو قرآن کے مطابق اصحاب الیمین (یعنی داہنے ہاتھ والے) کا مرتبہ حاصل کر کے اس مرحلہ میں کامیاب قرار پائیں گے مگر یقیناً ان اصحاب کا تعلق اس دنیا میں اس گروہ سے ہے جو ظاہری اعمال کی اہمیت کا احساس بھی رکھتے ہیں اور مقدور بھر ان کے حصول کی سعی کی کوشش میں بھی مصروف بھی رہتے ہیں۔

ساتوں مرحلہ ؛ **جہنم کا کنارہ**

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں وعدہ فرمایا ہے کہ ہر نیک وبد ؛ مومن وفاسق جہنم کے کنارہ پر گھٹنوں کے بل جمع کیا جائے گا جہاں وہ جہنم کی ہولناک وادیوں کا ؛ پچھلے چھ مرحلوں میں ناکام افراد پر جاری دردناک عذابوں کا ؛ جہنمیوں کے رونے دھونے اور شدید چیخ وپکار کا ؛ ناقابل بیان تکالیف اور درد و الم کی حالت میں جہنمیوں کی معافی کی درخواستوں کا ؛ عذاب کی فرشتوں کی ہیبت اور بے دردی کا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرنے کے باعث وہ اس لازمی خوف میں مبتلا ہو گا جس کی نذیر اس سے پہلے کے مراحل میں بھی ملنی مشکل ہے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ اس دل دہلا دینے والے منظر کے مشاہدہ میں مصروف شخص کس امید پر اس مرحلہ میں اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔

الھم انّا نسئلك العفو و العافية فی الدنيا و الآخرة

اے اللہ ! ہم آپ سے دنیا اور آخرت میں **عفو اور عافیت** کے طالب ہیں۔

خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کو جہنم کے کنارہ سے اٹھنے کی اجازت نصیب ہو جائے گی ؛ مگر کیا واقعی ہماری موجودہ زندگیوں میں جو دین کی اہمیت ہے اس کے باوجود ہم اپنے آپ کو ان خوش نصیب اصحاب میں شامل سمجھتے ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر صرف اپنے آپ کو ہی بتائیں کہ کیا ہمیں اس مرحلہ سے خیر وعافیت سے گزرنے کی شرائط کا علم ہے یا محض ایک مبہم سی بے دلیل اختیاری امید ہی کافی ہو گی۔

آٹھواں مرحلہ؛پل صراط

ساتوں مرحلہ سے نجات یافتہ لوگ (جن میں تاحال منافقین بھی شامل ہوں گے) جہنم کے قریب ہی ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے اور جہنم کے اوپر ایک بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے تیز پل باندھا جائے گا؛ جس کے دونوں طرف بڑے بڑے آنکڑے نصب ہوں گے؛ لوگ جب پل کے قریب جمع ہوں گے تو میدان میں مکمل اندھیرا چھاجائے گا یہاں تک کہ انسان کو اپناہاتھ بھی سجھائی نہیں دے گا اور پھر ہر شخص کو اس کے یقین والے ایمان کے مطابق روشنی عطا کی جائے گی اور شک اور یقین والے ایمان کی بنیاد پر ایک دیوار کے ذریعے اس گروہ انسانی کی تقسیم کی جائے گے۔

ایسے ماحول میں وہ خوش نصیب بھی جو منافقین کے گروہ سے محفوظ رہااور ایمان کی روشنی کا حامل ہوا، اپنے آپ کو اس لازمی خوف سے کیسے محفوظ رکھ سکتا ہے جو؛ پل صراط پر سے گزرنے میں ناکامی؛راستے میں ہی ایمان کی کمی کے باعث روشنی کے گل ہونے؛ آنکڑوں کے کھینچے جانے کے باعث جسم کے کٹنے کی تکالیف اور ان تکالیف کے باعث جہنم میں گرنے پر مشتمل ہو۔ خصوصاً جب وہ اپنے آگے پیچھے کثرت سے لوگوں کو آنکڑوں کی تکالیف کے باعث چیخ و پکار کرتے ہوئے؛ بیچ راستہ میں ہی ایمان کی روشنی سے محروم ہوتے ہوئے؛ لوگوں کو دیوانہ وار مدد کے لیے پکارتے ہوئے؛ اندھیرے کے باعث ناکام ہوتے ہوئے اور جہنم کا ایندھن بنتے ہوئے دیکھ بھی رہاہو۔

رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اے پروردگار **ہمارانور ہمارے لئے پورا کر** اور ہمیں معاف کرنا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے

اس مرحلہ سے نجات قرآن حکیم کے مطابق خالص اللہ سبحان و تعالیٰ کی خصوصی مدد اور ان افراد کی خصوصی دعاؤں کے صدقے ہوں گی جس میں وہ مستقل اپنے نور یعنی ایمان کی روشنی کے مکمل ہونے کا سوال کرتے رہیں گے۔ مگر اس کی بنیاد اس دنیا میں عقائد کی درستگی؛ بغیر شک والے ایمان کے ذریعے ان عقائد کی حفاظت اور " توبۃً النصوحاً" (یعنی گناہوں سے سچی توبہ) سے ہے۔

نواں مرحلہ؛حساب کتاب

یہ مرحلہ مختلف قسم کے ذلت ورسوائی کے خوف اور بالآخر جہنم کے (کم از کم) وقتی دخول کے خوف پر مشتمل

ہو گا۔ حساب کتاب میں تفصیلی پوچھ گچھ کی ذلت ورسوائی کا خوف؛ علم کے منافی عمل کی جوابدہی کی ذلت و رسوائی کا خوف؛ مال و دولت کے حصول اور خرچ کی تفصیلی پوچھ گچھ کی ذلت ورسوائی کا خوف؛ بد اعمالیوں کے تحریری شواہد کے انکار کی صورت میں فرشتوں کی گواہی کی صورت میں ذلت ورسوائی کا خوف؛ زمین کی گواہی کی صورت میں ذلت ورسوائی کا خوف؛ اپنے ہی اعضا کی گواہی کے ذریعے ذلت ورسوائی کا خوف؛ حقداروں کے ہجوم کا اپنے حق کی لیے گریبان کو پکڑنے کی ذلت ورسوائی کا خوف؛ حقوق العباد میں کوتاہیوں کے باعث اپنے نیک اعمال سے محرومی کا خوف؛ پوشیدہ گناہوں کی پردہ کشائی کی صورت میں ذلت ورسوائی کا خوف؛ اور اس خوف میں اضافہ کا باعث اپنی نگاہوں کے سامنے دینی و دنیاوی لحاظ سے اپنے سے کہیں بہتر افراد پر مشتمل گروہ در گروہ افراد کی ذلت ورسوائی اور جہنم میں (کم از کم) وقتی داخلہ کے باعث اس مرحلہ میں ناکامی کا مشاہدہ ہو گا؛ جن میں علماء، شہدا، قرآن کے قاریوں اور حافظوں، اعلانیہ انفاق کرنے والے شامل ہوں گے۔

اللھم انّا نسئلك حسابا یسیرا

اے اللہ ہم آپ سے آسان حساب کا سوال کرتے ہیں

قرآن و حدیث میں بیان کردہ "حساباً یسیراً" (یعنی آسان حساب) انہی خوش نصیبوں کا مقدر ہو سکتا ہے جو اس دنیا میں اپنے خلاف گواہیوں کے بجائے اپنے حق میں گواہیاں جمع کرنے کی عملی کوششوں میں زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے حقوق کے حصول کے بجائے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صورت میں اپنے فرائض کو مقدم رکھتے ہیں۔

دسواں مرحلہ؛ **میزان**

جنت میں دخول سے پہلے یہ آخری مرحلہ ہے اور اس کا لازمی خوف بھی اس لیے سب سے زیادہ ہے کہ انسان ایک انتہائی طویل اور مشقت آمیز سفر کے بعد بظاہر منزل کے انتہائی قریب پہنچ چکا ہے اور کامیابی کی امید خاصی توانا ہو چکی ہے۔ اس مرحلہ میں ناکامی کا خوف نہ صرف جہنم کے (کم از کم) وقتی دخول کی اذیت اور غم پر مبنی ہے بلکہ اس خوف میں منزل کے قریب ناکامی کی شدید ترین حسرت؛ اپنی آنکھوں کے سامنے لوگوں پر انعامات کی بارش اور اپنی شدید ترین محرومیت کے جذبہ پر بھی مشتمل ہے۔ اس خوف میں مسلسل اضافہ کا باعث لوگوں کے ظاہری اعمال میں عقائد کی کمی اور ان میں شک کے باعث بے وزنی کا مشاہدہ؛

پہاڑوں جتنے اعمال کے حامل افراد کا حقوق العباد میں کوتاہیوں کے باعث جہنم میں دخول کا فیصلہ؛ نعمتوں میں عملی ناشکری کے وبال اور مصیبتوں میں عملی صبر کے فقدان کے باعث اعمال کے وزن میں کمی؛ ناشکری کے باعث میزان میں اللہ تعالٰی کی کسی بھی واحد نعمت کو کل زندگی کے تمام اعمال پر بھاری پانا؛ جن گناہوں کو اس دنیا میں ہلکا سمجھا گیا ان گناہوں کی اصل حقیقت اور وزن کا مشاہدہ ہونا (خصوصاً زبان کے گناہوں کو جن کو نہایت ہلکا سمجھا جاتا ہے مگر انہی کے باعث سب سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے)؛ لوگوں کو ایک چھوٹی سی نیکی یا اپنے چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے وبال کی منتقلی کے لیے اپنے ماں باپ؛ بہن بھائی؛ بیوی بچوں سے بھیک مانگتا ہوا نظر آنا بھی شامل ہے۔

اس مرحلہ تک پہنچنے والے تمام اشخاص کلمہ گو ہوں گے مگر یقیناً کوئی ایک شخص بھی ایک کاغذ پر کلمہ طیبہ کے بد اعمالیوں کے ننانوے دفتر پر بھاری ہونے والی حدیث کی امید پر اس لازمی خوف سے محفوظ نہیں ہو گا؛ حتّٰی کہ اسی حدیث کے مطابق وہ شخص بھی اللہ تعالٰی کی اس خصوصی رحمت کے ظہور سے پہلے شدید ترین مایوس اور اپنے یقینی انجام کے متعلق خوف میں مبتلا ہو گا۔

بالآخر ان تمام مراحل سے سرخرو ہونے والے اشخاص (جن کا تناسب ہر ہزار میں سے ایک ہو گا) کا گروہوں کی شکل میں جنت کے دروازوں پر والہانہ استقبال ہو گا۔

- ✓ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ **[سورة الزمر ؛ ۷۳]** اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں کہ **تم پر سلام تم بہت اچھے رہے**۔ اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

اور بالآخر یہی وہ موقع ہو گا کہ جب ان کو حقیقی اور ابدی سکون اور اطمینان میسر آئے گا؛ تو سب سے پہلے اس کا اظہار وہ اللہ کے شکر کی صورت میں ادا کریں گے۔

- ✓ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ **[سورة الزمر ؛ ۷۴]** وہ کہیں گے کہ **خدا کا شکر ہے** جس نے اپنے وعدہ کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے

والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ تمام کلمہ گو مسلمان جو ان مرحلوں میں درجہ بہ درجہ ناکامی سے دوچار ہوں گے ان سب میں مشترک اس دنیا میں اختیاری خوف میں تفریط اور اختیاری امید میں افراط کی بیماری پایا جانا ہو گا ؛جس کے سبب قلیل اعمال والے مسلمان تو ایک طرف کثیر علم اور اعمال والے مسلمان بھی اپنے آپ کو اللہ سبحان و تعالیٰ کی اس رحمت خصوصی سے محروم پائیں گے جو حدیث کے مطابق جنت میں داخلہ کے لیے لازم ملزوم ہے؛ جیسا کہ رسول ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ "کوئی شخص جنت میں اپنے اعمال کی بنیاد پر داخل نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو ڈھانپ لے۔ "

اس دنیاوی زندگی میں اس رحمت کا مظہر اللہ کے ذکر کے باعث ہمارے دلوں کو سکون نصیب ہونا ہے؛ اور ایسے خوش نصیبوں کے لیے دیگر حلال اور مباح دنیاوی مصروفیات بھی ایک بوجھ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں کیونکہ وہ ان کو اس سکون کی کیفیت سے دور رکھنے کا سبب ہوتیں ہیں۔ قرآن حکیم میں انہی خوش نصیبوں کا ذکر سورۃ الواقعۃ میں اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال کے بعد "السابقون" کے عنوان سے کیا ہے؛ جو اول لوگوں میں زیادہ "ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ" اور آخری لوگوں میں انتہائی قلیل ہوں گے "وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ" اور یہی وہ واحد گروہ انسانی ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں (آنے والے وقت کے) خوف اور (گزرے ہوئے وقت کے) غم سے مامون ہوں گے۔ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [سورۃ یونس ؛ ۶۲]

مگر اس سکون کی کیفیت کے حصول اور "السابقون" کی معیت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہماری معصیتیں ہیں جن کے ادراک سے بھی اکثر و بیشتر اوقات ہم اپنی جہالت کے باعث ناواقف ہوتے ہیں؛ خصوصاً عقائد کے معاملے میں تو یہ معصیتیں ایمان میں نفی اور شک جیسی انتہائی مخفی شکل اختیار کر لینے کے باعث دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی؛ پل صراط پر تاریکیوں اور میزان پر ہمارے اعمال کے ہلکے ہونے کا سب سے بڑا سبب ہیں۔

یاد رکھیں ایک کافر اور مسلمان میں فرق اس علم کی تکذیب اور تصدیق پر مبنی ہے جس کی نسبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہے؛ خدانخواستہ اگر اس معلومات پر ہمارے اندر یقین کی کیفیت نہ پیدا ہو سکی تو کہیں ہم بھی ان بدبختوں میں نہ شامل ہو جائیں جن کو روز محشر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے؛

- ✓ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ **[سورۃ سبا ؛ ۴۲]** اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ دوزخ کے عذاب کا **جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے** مزہ چکھو۔

عصر حاضر میں چند چیدہ چیدہ عقائد کی معصیتیں اور مروجہ گمراہیوں اور فتنوں سے آگاہی کے لیے ابتدائی مطالعہ کے طور پر راقم کی کتاب **"قوا انفسکم و اھلیکم نارا** (ایڈیشن چہارم) **"کا مطالعہ امید ہے** کہ قارئین کے لیے نفع بخش ثابت ہو سکتا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

آن لائن مطالعہ کے لیے ؛

https://www.meraqissa.com/book/1998

پی ڈی ایف ڈاؤن لوڈ ؛

https://ketabton.com/index.php/books/15600

https://archive.org/details/20230215_20230215_1019

لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی الہٖ و صحابہٖ و بارك و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا